شیخ علی متقی جونپوری ..... عبدالرشید عراقی

علمائے حدیث میں شیخ علی متقیؒ جون پوری ایک بلند مرتبہ مقام کے حامل تھے۔ آپ جید عالم دین اور یکتائے روزگار تھے۔ تفسیر' حدیث' فقہ' اصول فقہ' تاریخ و انساب' اسماء الرجال' لغت' ادب' اصول و فروع اور معقولات و منقولات میں دسترس رکھتے تھے۔ تذکرہ نگاروں اور ارباب سیر نے ان کے علم و فضل کا اعتراف کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیخ علی متقیؒ اپنی عظمت ' فضل و کمال اور جامعیت کے لحاظ سے منفرد حیثیت کے حامل تھے۔

شیخ علی متقیؒ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ مکہ معظمہ میں گزارا اور مکہ معظمہ کے لوگ ان کے غیر معمولی فضل و کمال کے معترف تھے۔ (۱)

مولانا محمد ابراھیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ :

زمانہ اقامت مکہ میں آپ کے تقوی و طہارت اور نشر علوم ظاہری اور فیض باطنی کی شہرت دور و نزدیک کے بلاد میں پھیل گئی اور عوام و خواص آپ کے فضائل و کمالات کا اعتراف کرنے لگے۔ حتیٰ کہ آپ کے استاد شریعت اور شیخ طریقت شیخ ابن حجر کی مصنف صواعق المحرقہ نے بھی آپ کی شاگردی اختیار کی اور آپ کے حلقہ ارادت میں منسلک ہو گئے اور آپ سے خرقہ تصوف زیب تن فرمایا۔ (۲)

شیخ علی متقیؒ بڑے زاہد و ریاض' متقی' پرہیز گار' عبادت گزار' صاحب تقوی و طہارت تھے۔ عبادت و ریاضت سے انہیں خاص شغف تھا۔ تذکرہ نگاروں نے ان کے عادات و فضائل اور ان کے اعلی اخلاق کا اعتراف کیا ہے اور اس پر اتفاق کیا ہے کہ :

شیخ علی متقیؒ جون پوری عالم با عمل' اللہ کے مقبول اور صالح بندے تھے۔

ورع اور تقویٰ میں نہایت عظیم المرتبت تھے۔ غیر معمولی عبادت و ریاضت ان کا شعار تھی۔ اور وہ برائیوں سے کنارہ کش رہتے تھے۔

مولانا غلام علی آزاد بلگرامیؒ اور مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی ان کی کثرت ریاضت اور تقویٰ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ :

شیخ علی متقیؒ مجاہدات ' کرامات ' محاسن اخلاق ' مجاہد اوصاف ' رزانت افعال ' متانت احوال ' ورع و تقویٰ میں بے مثال تھے۔ (۳)

شیخ محی الدین عیدروسی لکھتے ہیں کہ :

شیخ علی متقیؒ جون پوری عارفین اور عطائے ربانی میں سے جو بھی ان سے ملا جس سے وہ خود ملے وہ سب ان کی بے حد تعریف کرتے تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ شخص زمانہ کی خوبیوں اور نیکیوں کا مجموعہ تھا۔ اس کی ذات پر ورع اور تقویٰ کا خاتمہ ہو گیا اور اس کی شخصیت ہندوستان کے لئے سرمایہ فخر و ناز تھی۔ اس کی شہرت تعارف سے مستغنی ہے اور لوگوں کے دلوں مین اس کی عظمت و برتری پیوست ہے۔ وہ اس کی مدح و توصیف سے بالاتر ہے۔ (۴)

شیخ علی متقیؒ بہت کم سخن تھے۔ فضول اور لایعنی باتوں سے پرہیز کرتے تھے اور بلاضرورت گفتگو نہیں کرتے تھے اور مجلس درس میں بھی خاموش رہتے تھے۔ (۵) بہت کم سوتے تھے۔ زیادہ وقت ذکر و اذکار اور عبادت میں گزارتے اور لوگوں سے الگ رہتے تھے (۶)۔ گوشہ نشین تھے۔ اپنے گھر سے صرف جمعہ کی نماز کے لئے حرم جاتے اور صفوں کے کنارے کھڑے ہوتے اور بہت جلد گھر واپس آ جاتے۔ (۷)

شیخ علی متقیؒ اتباع سنت میں بہت آگے تھے۔ ان کا چلنا پھرنا ' اٹھنا بیٹھنا ' ان کا کھانا پینا ان کا سونا جاگنا غرض ہر کام سنت کے مطابق ہوتا تھا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ بھی بحسن و خوبی انجام دیتے تھے اور جب بھی بادشاہ سے

ملاقات ہوتی تو امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے غافل نہ رہتے۔ (۸)

سخاوت اور فیاضی میں بھی بے مثال تھے۔ ان کی خانقاہ میں طلباء کی ایک بڑی تعداد قیام پزیر تھی۔ شیخ علی متقیؒ ان کی کفالت فرماتے تھے اور صبح و شام کا کھانا اپنے پاس سے کھلاتے اور طلباء کو کتابیں' کاغذ اور روشنائی تک مہیا کرتے تھے۔ (۹)

شیخ علی متقیؒ سادگی کی بنا پر رزق کے معاملہ میں بڑے متوکل اور اللہ تعالی کی ذات پر اعتماد اور بھروسہ کرنے والے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے۔

اللہ یرزق من حیث لا یحتسبہ اللہ وہاں سے روزی دیتا ہے جہاں سے بندے کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ (۱۰)

شیخ علی متقیؒ کی زندگی سادہ اور تکلفات سے بری تھی اور ان کا دل مال و زر کی حرص سے خالی تھا۔ امرائے حکومت کو ان سے بڑی عقیدت تھی۔ وہ خاص رقم ان کو ہدیہ بھیجتے۔ لیکن شیخ سب رقم صدقہ و خیرات کر دیتے اور اپنے لئے کچھ بھی نہ رکھتے۔ (۱۱)

شیخ علی متقیؒ کی پوری زندگی ان کی عظمت' پاکیزہ سیرت کی دلیل ہے اور اپنی پاکیزہ سیرت کی وجہ سے ہی اپنی حیثیت سے بھی بڑے ممتاز سمجھے جاتے تھے۔ شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں کہ:

شیخ علی متقیؒ جن کا فیض شیخ عبد الحق کو شیخ عبد الوہاب کی وساطت سے پہنچا وہ ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں بڑا مرتبہ رکھتے ہیں اور ایک خاص شان اور پایہ کے بزرگ تھے۔ (۱۲)

شیخ علی متقیؒ اپنے گوناگوں اوصاف' محامد' پاکیزہ زندگی' عمدہ سیرت' علمی کمالات کی وجہ سے تمام عالم اسلام میں مقبول و مشہور تھے۔ آزاد بلگرامیؒ نے لکھا ہے کہ ان کی شہرت و مقبولیت کا آوازہ ملاء اعلی تک پہنچا اور مکہ معظمہ میں لوگ ان پر پروانہ وار نچھاور ہوتے تھے اور جب کبھی ہندوستان تشریف لائے

تو یہاں بھی ان کو قدر و منزلت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور لوگ ان کے گرد اسطرح جمع ہوجاتے کہ جیسے شمع کے گرد پروانے گرتے اور ٹوٹتے ہیں۔

(۱۳) نام و نسب

علی نام علاؤالدین لقب نسب نامہ یہ ہے۔
علی بن حسام الدین بن عبد الملک بن قاضی خان (۱۴)

وطن و ولادت

شیخ علی متقیؒ کے آباؤ اجداد کا وطن جون پور تھا مگر ان کا خاندان ان کی ولادت سے قبل جون پور سے برہان پور منتقل ہو گیا تھا۔ یہیں ان کی ولادت ۸۸۵ھ کو ہوئی۔ (۱۵)

ابتدائی تعلیم

شیخ علی متقیؒ کی ابتدائی تعلیم کے بارے میں ارباب سیر خاموش ہیں اور یہ پتہ نہیں چل سکا کہ برہان پور میں شیخ علی متقیؒ نے کن اساتذہ سے استفادہ کیا۔ شیخ علی متقی کے والد حسام الدین صوفی مشرف تھے۔ اس لئے انہوں نے عہد طفولیت ہی میں اپنے شیخ باجن رحمہ اللہ علیہ کی بیعت میں منسلک کرایا۔ (۱۶)
علامہ سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں کہ:

شیخ علی متقیؒ کا اصلی اور خاندانی وطن جونپور تھا۔ برہانپور دکن میں ۸۸۵ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں شیخ باجن برہانپوری سے بچپن میں بیعت کی۔(۱۷)

اساتذہ

شیخ علی متقیؒ نے جن اساتذہ سے علوم ظاہری و باطنی میں اکتساب فیض کیا ان میں شیخ حسام الدین متقی ملتانی، شیخ ابو الحسن بکری شافعی اور شیخ شہاب الدین ابن حجر مکی شامل ہیں۔

شیخ حسام الدین متقی ملتانیؒ

شیخ حسام الدین متقی بڑے عابد و زاہد شخص اور ممتاز عالم تھے۔ شیخ علی متقی ان کی خدمت میں دو برس رہے اور ان سے ظاہری و باطنی علوم کی تحصیل کی اور شیخ علی متقیؒ نے ان سے تفسیر بیضاوی اور کتاب عین العلم کا درس لیا۔ (۱۸)

علامہ سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں کہ:

جوانی میں ملتان جا کر شیخ حسام الدین متقی سے علم ظاہر و باطن کی تکمیل کی۔ ایک عجیب اتفاق یہ ہے کہ شیخ کے جسمانی باپ (والد) کا نام بھی حسام الدین تھا اور روحانی باپ (استاد و مرشد) کا نام بھی حسام الدین ہی تھا اور یہ متقی کا لقب بھی شاید انہی استاد و مرشد کی نسبت سے حاصل ہوا۔ (۱۹)

شیخ ابوالحسن بکری شافعیؒ

اپنے زمانہ کے مشہور جید عالم' عارف باللہ اور محدث تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ ۹۵۳ھ میں جب شیخ علی متقیؒ عازم حرمین شریفین ہوئے۔ تو مکہ معظمہ میں ان سے علوم اسلامیہ یعنی تفسیر' حدیث اور فقہ میں استفادہ . . شیخ علی متقیؒ کو ان سے خلافت بھی ملی تھی۔ (۲۰)

شیخ ابن حجر ہیثمی مکی

شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی مکی مکہ معظمہ میں مفتی حجاز تھے۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ اپنے دور کے بلند پایہ عالم اور محدث تھے۔ ان کی کتاب "الصواعق المحرقہ" خلافت راشدہ کے ثبوت اور تردید شیعت میں بہت عمدہ ہے۔ یہ کتاب اہل علم میں بہت مقبول ہے۔ ۹۷۳ھ میں وفات پائی۔ (۲۱)

ابتدا میں شیخ علی متقیؒ نے ان سے حدیث کا درس لیا۔ مگر آخر میں خود شیخ ابن حجر نے ان سے استفادہ کیا اور ان کے حلقہ تلمذ میں داخل ہو گئے۔ آخر میں آزاد بلگرامیؒ لکھتے ہیں کہ:

شیخ ابن حجر مکی مفتی حرم محترم صاحب صواعق محرقہ در ابتداء حال استاد شیخ بود آخر خود را تلمیذی خواند و رسم ارادت بجا آورد و خرقہ خلافت پوشید۔ (۲۲)

شیخ ابن حجر مکی مفتی حرم و صاحب صواعق محرقہ ابتداء میں شیخ کے استاد تھے مگر آخر میں وہ اپنے کو ان کا شاگرد کہنے لگے تھے۔ نیز ارادت کی رسم بھی بجا لائے اور شیخ سے خرقہ خلافت بھی پہنا۔

علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ :

۹۵۳ھ میں دیار عرب کی طرف لنگر اٹھایا۔ اس وقت عمر شریف ۶۷ برس کی تھی۔ آج مسلمان کو اپنے اسلاف کے اس علمی ولولہ و شوق سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ کہ ۶۷ سال کا بڈھا جوانوں کا شوق لے کر خشکی و تری کی مصیبتوں کو برداشت کرکے علم کی تکمیل کیلئے ملک عرب کا رخ کرتا ہے۔

شیخ علی متقیؒ نے عرب پہنچ کر حجاز کے مشہور و معروف اساتذہ اور شیوخ سے چند سال علم ظاہری و باطن کی تحصیل کی۔ ان شیوخ میں شیخ ابن حجر مکی (صواعق محرقہ کے مصنف) شیخ ابو الحسن بکری اور محمد بن شاری ہیں (محمد بن عبد الرحمان مشہور شاری جو اس سے ۵۰ برس پہلے ۹۰۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پا چکے تھے) شیخ نے چند سال میں اپنی فطری استعداد اور روحانی ذوق اور ربانی توفیق سے یہ مرتبہ حاصل کیا کہ استاد و شاگرد اور شاگرد و استاد کے مرتبہ میں آ گئے۔ (۲۳)

تلامذہ

شیخ علی متقیؒ کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع تھا مگر تذکرہ نگاروں نے صرف چند نام لکھے ہیں۔

شیخ ابن حجر مکی :۔ ان کا نام اساتذہ کی فہرست میں بھی شامل ہے۔

شیخ عبد الوہاب متقی :۔ شیخ علی متقیؒ جون پوری کے خاص خلیفہ اور مسترشد

تھے۔ انہوں نے علم ظاہری و باطنی دونوں کی ان سے تحصیل کی۔ شیخ کامل اور عارف باللہ تھے۔ مذہبی تاریخ میں ان کو قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھاجاتا ہے۔(۲۴)

شیخ محمد بن طاہر پٹنی :۔ بہت مشہور محدث تھے۔ ان کی مشہور المغنی (اسماء الرجال بہت مفید اور عمدہ کتاب) تذکرۃ الموضوعات (یہ کتاب بھی بڑی محققانہ اور اہم ہے) اور مجمع بحار الانوار (حدیث کی جامع لغت اور مشکل الفاظ کی لغوی تحقیق) ہیں۔ (۲۵)

رحلت و سفر

شیخ علی متقیؒ نے تحصیل علم کے لئے پہلے ملتان کا سفر کیا۔ اس کے بعد گجرات (کاٹھیاوار) تشریف لے گئے اور ۹۵۳ھ میں مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور وہاں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ مولانا آزاد بلگرامیؒ لکھتے ہیں :

آنجناب در ۹۵۲ھ بہ صوب حرمین شریفین خرامید و در مکہ رحل اقامت افگندو۔ شیخ علی متقیؒ ۹۵۳ھ میں حرمین شریفین تشریف لے گئے اور مکہ معظمہ میں مستقل قیام پزیر ہو گئے۔ (۲۶)

علامہ سید سلیمان ندوی نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ :

شیخ علی متقیؒ پہلے ملتان پہنچے پھر گجرات تشریف لے گئے اور ۹۵۳ھ میں دیار عرب کی طرف لنگر اٹھایا۔ (۲۷)

شیخ علی متقیؒ حرمین شریفین سے کئی بار گجرات تشریف لائے۔ پہلی دفعہ جب شیخ گجرات تشریف لائے اس وقت وہاں کا حاکم سلطان بہادر تھا اور سلطان بہادر شاہ کے بعد محمود شاہ دوم گجرات کا حاکم مقرر ہوا تو اس کے دور میں بھی شیخ علی متقیؒ کئی بار گجرات تشریف لائے۔

مجلس درس و آفادہ

شیخ علی متقیؒ نے اپنے قیام مکہ معظمہ میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری

رکھا۔ شیخ دینی علوم کے ماہر اور فاضل تھے۔ دینی علوم میں یکتائے روزگار ہونے کے علاوہ سلوک و تصوف میں بھی اُن کا پایہ بہت بلند تھا۔ ان کا بیشتر وقت علم کی نشرواشاعت میں بسر ہوتا تھا۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے ان کے شاگرد خاص شیخ عبد الوہاب متقی کا یہ قول نقل کیا ہے۔

غالب اوقات ایشاں بنشر و افادہ علم (۲۸)

ان کا زیادہ تر وقت علم کی نشرواشاعت اور دوسروں کو علمی فائدہ پہنچانے میں صرف ہوتا۔

شیخ عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں کہ:

وہا آثار افاضت علم دینی و افاضت معارف یقینی مستیز و مستفید ساخت۔(۲۹)

انہوں نے دینی علوم اور یقین و معرفت سے ایک عالم کو منور اور فیض یاب کیا۔

علم حدیث سے شغف

شیخ علی متقیؒ جملہ علوم اسلامیہ کے متبحر عالم تھے۔ حدیث سے ان کو خاص شغف تھا۔ ارباب سیر نے ان کو المحدث کے لقب سے یاد کیا ہے۔ انہوں نے اپنے زمانہ کے کبار محدثین سے اس فن کی تحصیل کی تھی۔ اور خود بھی شیخ علی متقیؒ نے بے شمار لوگوں کو درس حدیث سے فیض پہنچایا۔ حدیث سے ان اشتغال ساری زندگی رہا۔

مولانا ضیاء الدین اصلاحی لکھتے ہیں کہ:

بڑھاپے میں آدمی کے قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں اور نقل و حرکت سے بھی معذور ہو جاتا ہے مگر وہ اس عمر میں بھی کتب حدیث کی مراجعت، تقابلہ، نسخ، مطالعہ اور تصنیف و تالیف میں شب و روز منہمک رہتے تھے۔ اس نئے فن حدیث پر ان کی نظر نہایت وسیع اور گہری تھی اور اس فن کی باریکیوں اور نکتوں سے مکمل واقفیت تھی۔ (۳۰)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث نبوی کی خدمت کے لئے شیخ علی متقیؒ کی زندگی وقف تھی اور وہ ساری عمر کتب حدیث کی تصحیح اور حدیث سے متعلق نایاب کتابوں کی تلاش و جستجو میں کوشاں رہے۔

تصوف و سلوک

شیخ علی متقیؒ کا اصل طغرائے امتیاز تصوف و سلوک میں امتیاز و کمال ہے۔ ارباب سیر نے ان کا تصوف میں درجہ کمال کا اعتراف کیا ہے۔ عبدالوہاب شعرانی نے ان کو الشیخ الکل لکھا ہے۔ (۳۱)

اور دوسرے تذکرہ نگاروں نے شیخ علی متقیؒ کو عالم صالح، عارف باللہ، عابد و زاہد اور صوفی و فقیہ کے القاب سے یاد کیا ہے۔ (۳۲)

مولانا آزاد بلگرامیؒ اور شیخ عبد الحق دہلوی لکھتے ہیں کہ مکہ معظمہ کے عوام و خواص شیخ علی متقیؒ کی ولایت کے معترف تھے۔ (۳۳)

وفات

شیخ علی متقیؒ نے ۲ جمادی الاولی ۹۷۵ھ طلوع سحر کے وقت مکہ معظمہ میں انتقال کیا۔ انتقال کے وقت ان کی عمر ۹۰ سال تھی۔ (۳۴)

تصنیفات

مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے شیخ علی متقیؒ کی چھوٹی بڑی ۳۰ تصنیفات کا ذکر کیا ہے۔ (۳۵)

آپ کی تصانیف کے بارے میں محی السنہ امیر الملک حضرت مولانا سید نواب صدیق حسن خاں رئیس بھوپال لکھتے ہیں:

قد وقفت علی بعض توالیفہ فوجدتھا نافعۃ مفیدۃ تمتعہ تامۃ۔ (۳۶)

ترجمہ:۔ میں آپ کی بعض تالیفات سے واقف ہوں تو ان کو نفع مند مفید اور کامل کار آمد پایا۔

شیخ علی متقیؒ کی تمام تصانیف کا تعارف کرانا مشکل ہے اس سے مقالہ طویل ہو جائے گا میں صرف یہاں مشہور ۶ کتب کا مختصر تعارف پیش کرتا ہوں۔

(۱) البرہان فی علامات المہدی آخر الزمان

مہدیت یا فرقہ مہدی سید محمد جون پوری کی طرف سے منسوب ہے جن کا انتقال ۹۱۰ھ میں ہوا۔

شیخ علی متقیؒ کا بھی اس فرقہ سے تعلق بتایا جاتا ہے۔ مگر یہ تعلق عارضی تھا۔

مولانا سید نواب صدیق حسن خاں مرحوم لکھتے ہیں کہ واز غریب حالات ایشان' دعوی مہدویت ہست کہ بہیمت غلبہ وقت و سکر حال بوجود آمدہ و مدت بقائے آں پنج روز بود ۔

من نمی گویم انا الحق یار میگوئد بگو
چوں بگویم چوں مرا دلدار میگوئد بگو

ان کے پچھلے حالات میں مہدویت کا دعوی بھی ہے جو غلبہ حال اور سکر کا نتیجہ تھا مگر اس کی مدت پانچ روز رہی ۔

میں خود انا الحق نہیں کہتا بلکہ یہ درست کہلاتا ہے۔ میں اسی وقت یہ کہتا ہوں جب میرا محبوب مجھ سے یہ کہنے کے لئے کہتا ہے

مگر شیخ علی متقیؒ بعد میں مہدویت کے سخت مخالف ہو گئے تھے اور انہوں نے اس فرقہ کا قلع قمع کرنے کے لئے اپنی زندگی بسر کر دی۔

شیخ محمد اکرام مرحوم لکھتے ہیں کہ :

شروع شروع میں یہ (مہدویت) کی تحریک گجرات فائنڈیشن اور احمد نگر میں زوروں پر تھی اور بڑے قابل اور مخلص لوگ اس میں شامل تھے لیکن شیخ علی متقیؒ کی علمی مخالفت اور مخدوم الملک کی سیاسی کوششوں سے اسے شمالی میں پھلنے

پھولنے نہ دیا۔ گجرات سے یہ تحریک دکن میں منتقل ہو گئی۔

شیخ علی متقیؒ جنہوں نے گجرات میں مہدویت اور دوسری غیر راسخ تحریکوں میں سب سے زیادہ گرمجوشی دکھائی۔ بعض روایات کے مطابق ایک زمانے میں مہدوی ہو گئے تھے لیکن جب مکہ معظمہ میں پہنچ کر انہوں نے زیادہ تحقیق کی تو ان خیالات کو ترک کیااوراسکے خلاف ٹھوس اورمدلل کتابیں لکھیں۔(۳۷)

آگے چل کی شیخ محمد اکرام بڑی وضاحت سے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

شیخ علی متقیؒ نے سو سے زیادہ کتابیں لکھیں۔ آپ کی زیادہ دلچسپی علم حدیث اور تصوف سے تھی۔ لیکن آپ نے معاصرانہ بے اعتدالیوں پر بھی بڑی توجہ دی۔ شیخ غوث گوالیاری کے رسالہ معراجیہ کی مخالفت کے علاوہ آپ نے مہدی جون پوری کے خیالات کی بڑی مخالفت کی اور نہ صرف اس مقصد کے لئے حکام وقت کی اعانت کی بلکہ مہدویت کی تردید میں دو مبسوط رسائل لکھے اور ظہور مہدی کے نشانوں کی تفصیلات اور علمائے مکہ کے فتاوی درج کرکے مہدی جون پوری کے دعاوی کی تردید کی۔ یہ آپ کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ گجرات میں جو مہدویت کا مرکز بن گیا تھا۔ یہ تحریک ناکام ہوئی اوراسے اپنا مرکزدکن میں منتقل کرناپڑا۔(۳۸)

شیخ علی متقیؒ نے البرہان میں حضرت مہدیٔ موعود کے متعلق احادیث جمع کی ہیں۔ امام ابو نعیم نے ایک کتاب "الاربعین" لکھی جس میں مہدی موعود کے متعلق احادیث جمع کیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے اربعین کی تلخیص اور ازسر نو ترتیب و تدوین کی۔ جس کا نام انہوں نے المعروف الوردی فی اخبار المہدی رکھا۔ اور اس میں کچھ اضافے بھی کئے۔

شیخ علی متقیؒ نے یہ کتاب (البرہان) اس زمانہ میں لکھی تھی۔ جب ہندوستان میں محمد جون پوری نے مہدی ہونے کا دعوی کیا تھا اور اس دور میں یہ

مسئلہ عرب و ہند میں معرکہ آرا بنا ہوا تھا۔
شیخ علی متقیؒ کتاب کے مقدمے میں لکھتے ہیں:
محمد جون پوری یقیناً مہدی نہیں ہیں۔ وہ ایک خدا رسیدہ بزرگ اور ولی ہو سکتے ہیں بعض اوقات ولی سے بھی غلطی ہو سکتی ہے معصوم صرف پیغمبر ہوتے ہیں۔
یہ کتاب ۱۳ فصلوں پر مشتمل ہے۔
(۱) معجزات حضرت مہدی (۲) ان کا سلسلہ نسب (۳) شکل و صورت (۴) کن حالات میں حضرت مہدی کا ظہور ہو گا (۵) علامات (۶) کس طرح ان کی اطاعت و بیعت کی جائے گی (۷) ان کے انصار (۸) فتوحات (۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات (۱۰) مدت قیام (۱۱) موت (۱۲) ان لوگوں کا ذکر جنھوں نے مہدی ہونے کا دعوی کیا (۱۳) علمائے مکہ و مدینہ کا فتوی
علامہ سیوطی کی کتاب ترتیب ابواب وغیرہ سے معرا تھی۔ شیخ علی متقیؒ نے اس کو ابواب و متراجم پر مرتب کیا۔ (۳۹)
البرہان کا ایک قلمی نسخہ رام پور کے کتب خانہ میں موجود ہے جو کرم خوردہ ہے اور سن تالیف ۹۲۴ھ ہے۔ (۴۰)
شیخ علی متقی کی دوسری کتاب جو سید محمد جونپوری کے دعوی مہدویت کی تردید میں لکھی اسکا نام "رسالہ فی ابطال دعوی السید محمد بن یوسف الجونپوری" (۴۱)

مجموعہ کبیر حکم

یہ تصوف کے موضوع پر شیخ علی متقیؒ کی بڑی معرکۃ الآراء کتاب ہے۔
اس بارے میں شیخ عبد الحق دہلوی لکھتے ہیں:
یہ بڑی مفید اور نافع کتاب ہے جس میں تصوف کے بارے میں اس فن کی کتابوں میں جس قدر مواد وسائل موجود تھے۔ ان کا خلاصہ تحریر کر دیا گیا ہے۔

شیخ علی متقیؒ نے کنز العمال کو فقہی ابواب پر مرتب کیا ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شیخ ابوالحسن بکری کا یہ قول نقل کیا ہے:

السیوطی منة علی العالمین للمتقی منة علیہ۔ (۴۴)

سیوطی نے (جامع کبیر مرتب کرکے) دنیا والوں پر احسان کیا تھا اور شیخ علی متقی نے کنز العمال ترتیب دے کر خود سیوطی پر ایک احسان کیا۔

شیخ علی متقیؒ کا یہ ایک بڑا عظیم الشان کارنامہ ہے اور اس پر حیرت ہوتی ہے کہ شیخ نے اتنا بڑا عظیم الشان کارنامہ کیسے انجام دیا کہ سیوطی کی جمع الجوامع اور جامع الصغیر کو کنز العمال میں معہ زوائد جمع کر دیا۔ (۴۵)

شیخ علی متقیؒ کنز العمال کی تحریر و تسوید سے ۹۵۷ھ میں فارغ ہوئے۔

(۴۶) کنز العمال دائرہ المعارف النظامیہ سے ۱۳۱۲ھ تا ۱۳۱۵ھ ۸ جلدوں میں مولانا وحید الزمان حیدر آبادی کی تصحیح سے شائع ہو چکی ہے۔

مولانا عبد الحلیم چشتی لکھتے ہیں کہ:

ہندوستان کے نامور محدث شیخ علاؤالدین متقی ۹۷۵ھ کی مشہور تالیف کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال" کو جب ۱۳۱۰ھ میں دائرة المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن نے طبع کرانا چاہا تو اس کتاب کی تصحیح کے لئے ارباب حل و عقد کی نظر انتخاب جس پر پڑی وہ مولانا وحید الزمان کی ذات تھی۔ چنانچہ یہ اہم کام موصوف ہی کے سپرد کیا گیا۔ جس کا اظہار ہر جلد کے خاتمہ پر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

قد اعتنی بتصحیح هذا الکتاب زبدة العلماء رائس الفضلا قدوة المحققین زبدة المحدثین المولوی وحید الزمان المقلب بنواب وقار نواز جنگ بہادر لا ذالت شموس افادة طالعه

باوجودیکہ یہ نسخہ نہایت غلط تھا۔ لیکن موصوف نے بڑی دیدہ دیری سے اس کی تصحیح کی۔ اس نسخہ کے اغلاط کا اندازہ مولانا وحید الزمان کی اس تحریر سے

جامع صغیر اور اس کا ضمیمہ و تکملہ چونکہ قولی حدیثوں کا عمدہ کار آمد اور جامع ذخیرہ ہے اس لئے اس کی حدیثوں کا ابواب و فصول مرتب کرنے کا خیال ہوا اس کی ترتیب بھی حروف تہجی کے مطابق جامع الاصول کے اسلوب پر کی ہے اور کنز العمال کی طرح اس میں بھی مکمل احتیاط و دیانت ملحوظ رکھی ہے۔ چنانچہ اصل اور ضمیمہ دونوں کے دیباچے اور رموز بعینہ اسی طرح ذکر کئے ہیں۔ جس طرح سیوطی نے املاء کرائے ہیں غرض حتی الامکان اس کی پوری کوشش کی ہے کہ دونوں کی کوئی چیز چھوٹنے نہ پائے۔ (۴۸)

اہل علم نے شیخ علی متقیؒ کے اس علمی کارنامے کی بڑی تعریف و توصیف کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ کتاب اتباع سنت کے لئے بہت عمدہ راہنما ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ :

۹۵۷ھ سے ۹۷۱ھ تک حدیث شریف کی وہ دائرۃ المعارف ترتیب دی۔ جو کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال کے نام سے مشہور ہے اور ساتھ ہی ایک مختصر مجموعہ منہج العمال کے نام سے بھی لکھا : یہ وہ کتابیں ہیں جنہوں نے رزین اور حافظ سیوطی کے مجموعوں پر خط نسخ پھیر دیا۔ (۴۹)

منتخب کنز العمال

شیخ علی متقیؒ نے خود اپنی کتاب کنز العمال کا ایک خلاصہ مرتب کیا تھا۔ جس کا انہوں نے "منتخب کنز العمال" نام رکھا۔ یہ منتخب بھی حدیث کا ایک مفید اور نہایت عمدہ مجموعہ ہے۔ اس میں زوائد اور مکررات کو حذف کیا گیا ہے۔

صاحب کشف الظنون اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

شیخ علی متقیؒ نے کنز العمال کا جو انتخاب کیا تھا وہ خود ایک جامع بہتر اور کار آمد چیز ہے۔ (۵۰)

خود شیخ اپنے دوستوں سے فرماتے تھے کہ تصوف کا جو مشکل مسئلہ بھی تمہارے سامنے آئے اس کا اس میں جواب ڈھونڈ لو اور تم لوگوں سے مشکل مسائل دریافت کئے جائیں ان کا جواب بھی اس میں دیکھ لو۔ اس سے کتاب کی اہمیت' قدر و قیمت اور جامعیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ (۴۲)

مختصر النہیامہ فی اللغۃ

علامہ ابن کثیر جرزی نے حدیث کے مشکل الفاظ کی تحقیق میں "النہایہ فی غریب الحدیث" کے نام سے ایک بڑی جامع' تحقیقی' عمدہ اور مفید و اہم کتاب لکھی۔ بعض اہل علم نے اس کے مختصرات مرتب کئے۔ شیخ علی متقیؒ نے بھی اس کا مختصر لکھا تھا۔ (۴۳)

کنز العمال فی سنن الاحوال و الافعال

علامہ جلال الدین سیوطی نے حدیث نبوی کے استیعاب کی غرض سے جمع الجوامع کے نام سے ایک ضخیم مجموعہ حدیث مرتب کیا تھا۔

شیخ علی متقیؒ کی عظیم الشان کتاب کنز العمال علامہ سیوطی کی جمع الجوامع کی ترتیب و تنقیح اور ماخوذ ہے۔

شیخ علی متقیؒ کا بیان ہے کہ میں نے حدیث میں متعدد آئمہ فن کی کتابیں دیکھیں لیکن ان میں سے کسی کتاب کو بھی سیوطی کی جمع الجوامع سے بہتر اور جامع نہیں پایا۔ انہوں نے صحاح ستہ اور دوسری کتابوں کی حدیثیں بہت عمدہ طریقہ سے جمع کی ہیں اور اس میں گوناگوں فوائد کا اضافہ بھی کیا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ کچھ بڑے فوائد سے خالی رہ گئی ہے۔

میں نے جمع الجوامع کو مرتب کیا ہے تاکہ ان فوائد کو بھی اس میں قلمبند کر دوں۔ جن سے وہ خالی رہ گئی ہے اور میں نے اس کا نام "کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال" رکھا ہے۔

مراجع و مصادر

(۱) ماثر الکرام ج ۱ ص ۱۹۳
(۲) تاریخ اہلحدیث ص ۳۸۴
(۳) اخبار الاخیار ص ۲۴۲، ماثر الکرام ج ۱ ص ۱۹۳
(۴) النور السافر ص ۳۱۹ بحوالہ تذکرۃ المحدثین ج ۳ ص ۸۶
(۵) الطبقات الکبری ج ۲ ص ۱۳۷
(٦) النور السافر ص ۳۱٦
(۷) الطبقات الکبری ج ۲ ص ۱٦۷
(۸) اخبار الاخیار ص ۲۴۴
(۹) ایضا ص ۲۴٦
(۱۰) ایضا ص ۲۴۷
(۱۱) ایضا
(۱۲) رود کوثر ص ۳۵۳
(۱۳) ماثر الکرام ج ۱ ص ۱۹۳
(۱۴) اخبار الاخیار ص ۲۴۱
(۱۵) مقالات سلیمان ج ۲ ص ۱٦
(۱٦) تاریخ اہلحدیث ص ۳۸۴
(۱۷) مقالات سلیمان ج ۲ ص ۱٦
(۱۸) اخبار الاخیار ص ۲۴۱، تاریخ اہلحدیث ص ۳۸۴
(۱۹) مقالات سلیمان ج ۲ ص ۱٦
(۲۰) اخبار الاخیار ص ۲۴۱
(۲۱) تاریخ اہلحدیث ص ۲۸۴
(۲۲) مقالات سلیمان ج ۲ ص ۱٦

(۲۳) رود کوثر ص ۳۵۲

(۲۴) اخبار الاخبار ص ۲۴۳

(۲۵) ماثر الکرام ج ۱ ص ۱۹۳

(۲۶) مقالات سلیمان ج ۲ ص ۱۶

(۲۷) اخبار الاخبار ص ۲۴۵

(۲۸) ایضا ص ۲۴۲

(۲۹) تذکرۃ المحدثین ج ۳ ص ۷۷

(۳۰) الطبقات الکبری ج ۲ ص ۱۶۷

(۳۱) تذکرۃ المحدثین ج ۳ ص ۸۲۔ ۸۳

(۳۲) ماثر الکرام ج ۱ ص ۱۹۳

(۳۳) اخبار الاخبار ص ۲۴۲

(۳۴) تاریخ اہلحدیث ص ۳۸۶

(۳۵) تذکرۃ المحدثین ص ۱۱۵ تا ۱۲۷

(۳۶) ابجد العلوم ص ۸۹۵

(۳۷) رود کوثر ص ۲۸۔۲۹

(۳۸) ایضا ص ۳۵۴

(۳۹) معارف اعظم گڑھ، دسمبر ۱۹۴۱ ص ۴۲۸

(۴۰) تذکرۃ المحدثین ج ۳ ص ۱۱۶

(۴۱) نزہۃ الخواطر ج ۴ ص ۲۴۴

(۴۲) اخبار الاخبار ص ۲۴۲

(۴۳) کشف الظنون ج ۲ ص ۲۶۱

(۴۴) اخبار الاخبار ص ۲۴۲

(۴۵) تاریخ اہلحدیث ص ۳۸۵